کیا احناف رحمہم اللہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں؟

افادات

ملنے کا پتہ: مکتبہ اھل السنۃ والجماعۃ، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

فون نمبرز: 048-3881487, 0321-6353540, 0335-7500510

ای میل: markazhanfi@gmail.com

مرکز اھل السنۃ والجماعۃ خانقاہ حنفیہ سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا احناف رحمہم اللہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں؟

رمضان المبارک کی رات کی مخصوص عبادت قیام رمضان {نماز تراویح} ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

قیام رمضان (تراویح) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت فرمایا۔ اسی پر حضرات خلفاءِ راشدین میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ مجتہدین و حضرات مشائخ رحمہم اللہ عمل پیرا رہے، بلاد اسلامیہ میں چودہ سو سال سے اسی پر عمل ہو تا رہاہے اورامت کا اسی پر اجماع ہے ۔جس کی وضاحت میری کتاب "فضائل ومسائل رمضان" اور میری مرتب کردہ فائل "بیس رکعت تراویح" میں موجود ہے۔

جو لوگ کسی امام کی تقلید نہیں کرتے اور نہ ہی مقلدین کو اچھا سمجھتے ہیں وہ جب دلائل کی دنیا میں بے بس ہوتے ہیں تو اکابر علماء احناف رحمہم اللہ کی چند ایک ایسی عبارات کو بنیاد بنا کر یہ اعتراضات کرتے ہیں کہ خود اکابر علماء احناف رحمہم اللہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے۔ یہ لوگ جن اکابر علماء احناف کی طرف آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہونے کا الزام عائد کرتے ہیں، ذیل میں ان کی عبارات کو درج کر کے صحیح مفہوم پیش کیا جاتا ہے۔

(1) امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ ت: 189ھ (مؤطا امام محمد)

(2) علامہ ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الزیلعی رحمہ اللہ۔ ت: 562 (نصب الرایہ)

(3) علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ۔ ت: 855ھ (عمدۃ القاری)

(4) علامہ ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ ت: 861ھ۔ (فتح القدیر)

(5) علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ ت: 970 ھ۔ (البحر الرائق)

(6) علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ۔ ت 1014ھ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

(7) شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ ت: 1052ھ (فتح الرحمن)

(8) امام حسن بن عمار الشرنبلانی رحمہ اللہ ت 1067ھ (مراقی الفلاح)

(9) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ت 1176ھ (مصفی شرح الموطا)

(10) مولانا عبد الحئی لکھنوی رحمہ اللہ ت: 1304ھ۔ (التعلیق الممجد شرح موطا امام محمد)

(11) مولنا محمد احسن نانوتوی رحمہ اللہ ت 1312ھ (حاشیہ کنز الدقائق)

(12) مولنا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ ت 1345ھ (براہین قاطعہ)

(13) علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ ت: 1352ھ۔ (العرف الشذی)

(14) مولنا عبد الشکور لکھنوی رحمہ اللہ ت 1381ھ (علم الفقہ)

(15) شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ: ت 1402ھ۔ (اوجز المسالک)

اعتراض:1

امام محمد اپنی کتاب موطاامام محمد میں فرماتے ہیں:

عن أبي سلمة بن عبد الرحمن أنه سأل عائشة كيف كانت صلاة رسول الله صلى الله عليه و سلم في رمضان قالت ما كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يزيد في رمضان ولا غيره على إحدى عشرة ركعة........قال محمد و بهذا نأخذ كله

(مؤطاامام محمد: ص132، باب قیام شہر رمضان)

ترجمہ: ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن سے مروی ہے کہ انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کیسی تھی؟ تو بتلایا کہ رمضان اور غیر رمضان میں آپ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ امام محمد رحمہ اللہ اس حدیث شریف کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ہمارا بھی ان سب حدیثوں پر عمل ہے، ہم ان سب کو لیتے ہیں۔

جواب:

غیر مقلدین کا یہ سمجھنا کہ امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ (ت:189ھ) نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو چونکہ قیام رمضان کے باب میں نقل کیا ہے لہذا وہ اس حدیث کو تراویح کے متعلق مانتے ہیں، بالکل غلط ہے۔ اس کی چند وجوہ ہیں:

1: امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی اسی کتاب موطا میں باب صلوۃ اللیل (ص109) اور باب قیام شهر رمضان (ص132 ہمارے نسخہ کے مطابق) کے الگ الگ باب قائم کیے ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گیارہ رکعات والی دو روایات نقل کی ہیں: ایک روایت باب صلوۃ اللیل (تہجد) میں عروہ بن زبیر سے اور دوسری روایت باب قیام شهر رمضان میں ابو سلمہ سے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گیارہ رکعات کو رمضان اور غیر رمضان میں تہجد کے لیے ہی مانتے ہیں۔

2: باب قیام شهر رمضان میں پہلی حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لائے ہیں جس میں باجماعت نماز کا ذکر ہے (رکعات کا تذکرہ نہیں) ایک حدیث حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے لائے ہیں جس میں قیام رمضان (تراویح) کی ترغیب دی گئی ہے۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیر بحث حدیث (جس میں گیارہ رکعت مع وتر کا ذکر ہے) میں نہ جماعت کا ذکر ہے نہ ترغیب کا، بلکہ اکیلی نماز کا بیان ہے۔ معلوم ہوا کہ اس حدیث عائشہ کو رمضان میں تہجد ہی کے لیے لائے ہیں نہ کہ تراویح کے لیے۔

امام محمد رحمہ اللہ نے ثابت یہ کیا ہے کہ جس طرح غیر رمضان میں تہجد کی نماز پڑھی جاتی ہے اسی طرح رمضان میں بھی تہجد کی نماز پڑھی جاتی ہے۔

مذکورہ وضاحت سے ثابت ہوا کہ امام محمد رحمہ اللہ پر آٹھ رکعت تراویح کے قائل ہونے کے الزام کی کوئی حقیقت نہیں۔

اعتراض:2

علامہ زیلعی حنفی نے نصب الرایہ فی تخریج احادیث الهدایہ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ:

عند ابن حبان في صحيحه عن جابر بن عبد الله أنه عليه السلام قام بهم في رمضان فصلى ثمان ركعات و اوتر۔

(نصب الرایہ)

ابن حبان نے اپنی صحیح میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آٹھ رکعت اور وتر پڑھائے۔

جواب:

امام ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الزیلعی رحمہ اللہ۔(ت 562) کی کتاب "نصب الرایہ" دراصل فقہ حنفی کی معتبر کتاب "الھدایہ" میں موجود احادیث و آثار کی تخریج ہے یعنی ہدایہ میں جو جو احادیث و آثار نقل کیے گئے ہیں وہ کن کن کتابوں میں ہیں اس کی نشاندہی کی ہے۔ نیز کسی موضوع پر اگر مختلف روایات مروی ہیں تو انھیں جمع کر دیا ہے۔

علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ نے تراویح کے مسئلہ پر مختلف روایات نقل کی ہیں۔ زیر بحث روایت [حدیث جابر رضی اللہ عنہ] کے ساتھ ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وہ روایت بھی نقل کی ہے جس میں وتر کے علاوہ بیس رکعت تراویح کا ثبوت ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً، سِوَى الْوِتْرِ

(نصب الرایہ: ج2 ص150، فصل فی شہر قیام رمضان)

اسی طرح علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت کے ثبوت پر دو روایات نقل کی ہیں، ایک بیہقی سے جس کے الفاظ یہ ہیں:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرِ

اس کی سند کے بارے میں امام نووی رحمہ اللہ کا قول "اسنادہ صحیح" نقل کیا۔

دوسری روایت موطا امام مالک سے نقل کی ہے:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَقُومُونَ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً

(نصب الرایہ: ج2 ص151، فصل فی شہر قیام رمضان)

خلاصہ یہ ہے کہ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ کے حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نقل کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ آٹھ کے قائل ہیں بلکہ ان کا موقف بطور حنفی ہونے کے وہی ہے جو ان کی کتاب "نصب الرایہ" کے متن "ہدایہ" میں ہے کہ تراویح بیس رکعت ہی ہے۔

يستحب أن يجتمع الناس في شهر رمضان بعد العشاء فيصلي بهم إمامهم خمس ترويحات كل ترويحة بتسليمتين ويجلس بين كل ترويحتين مقدار ترويحة ثم يوتر بهم

ہدایہ فصل فی قیام شہر رمضان

ترجمہ: رمضان المبارک کے مہینہ میں لوگوں کا مسجد میں جمع ہونا مسنون ہے امام صاحب لوگوں کو پانچ ترویحے {بیس رکعت} اور نماز وتر پڑھائیں ہر ترویحہ دو سلاموں کے ساتھ ہو اور ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھنا مستحب ہے۔

اعتراض:3

علامہ عینی رحمہ اللہ عمدۃ القاری میں لکھتے ہیں:

فإن قلت لم يبين في الروايات المذكورة عدد الصلاة التي صلاها رسول الله في تلك الليالي؟ قلت روى ابن خزيمة وابن حبان من حديث جابر رضي الله تعالى عنه قال صلى بنا رسول الله في رمضان ثمان ركعات ثم أوتر

(عمدۃ القاری: ج5 ص457 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل)

اگر تو سوال کرے کہ جو نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (تین) راتوں میں پڑھائی تھی اس میں تعداد کا ذکر نہیں، تو میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ امام ابن خزیمہ اور امام ابن حبان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں رمضان میں وتر کے علاوہ آٹھ رکعتیں پڑھائی تھیں۔

جواب:

دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو روایتیں مروی ہیں، ایک آٹھ کی اور دوسری بیس کی۔

علامہ بدرالدین محمود بن احمد العینی رحمہ اللہ (ت 855ھ) نے دیانت داری کا مظاہرہ فرمایا کہ آٹھ رکعت والی روایت نقل فرمائی اور بیس والی روایت کی نفی بھی نہیں کی۔ لیکن اپنے عمل کا مدار اس آٹھ رکعت والی روایت پر نہیں رکھا بلکہ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے عمل کو بنایا ہے جو کہ بیس رکعت ہے:

(1) عن السائب بن یزید الصحابی قال کانوا یقومون علی عهد عمر رضی الله تعالی عنه بعشرین رکعة وعلی عهد عثمان وعلی رضی الله تعالی عنهما مثله

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت پڑھتے تھے اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے دور میں بھی اتنی رکعت [بیس] پڑھتے تھے۔

(2) عن یزید بن رومان قال کان الناس فی زمن عمر رضی الله تعالی عنه یقومون فی رمضان بثلاث وعشرین رکعة

حضرت یزید بن رومان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وتر سمیت تیئس رکعات پڑھتے تھے۔

(3) عن علی أنه أمر رجلا أن یصلی بهم فی رمضان بعشرین رکعة

(عمدۃ القاری: ج5 ص459 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

اس سے ثابت ہوا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ کا عمل بیس رکعت والی روایات پر تھا۔ جیسا کہ ہم مزید تصریحات ذیل میں پیش کرتے ہیں:

(۱) عشرون وحکاہ الترمذی عن أکثر أهل العلم فإنه روی عن عمر وعلی وغیرهما من الصحابة وهو قول أصحابنا الحنفیة

(عمدۃ القاری ج8 ص245، باب فضل من قام رمضان)

بیس رکعت تراویح، امام ترمذی رحمہ اللہ نے اکثر اہل علم کا موقف یہی بیان کیا ہے، اس لیے کہ حضرت عمر، حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور یہی ہمارے حضرات حنفیہ کا قول ہے۔

(۲) ان عددها عشرون رکعة۔

(عمدۃ القاری: ج5 ص458 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی صلاۃ اللیل)

بلاشبہ تراویح کی تعداد بیس رکعات ہیں۔

(۳) علامہ عینی رحمہ اللہ نے بیس رکعت والی حدیث نقل کرنے سے پہلے ائمہ احناف، شوافع اور حنابلہ کا عمل ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

واحتج أصحابنا والشافعیة والحنابلة بما رواه البیهقی بإسناد صحیح

(عمدۃ القاری ج5 ص459)

ترجمہ: ہمارے حضرات حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ رحمھم اللہ نے اس حدیث کو دلیل بنایا ہے جو امام بیہقی رحمہ اللہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کی ہے۔

وہ حدیث مبارک یہ ہے:

عن السائب بن یزید الصحابی قال کانوا یقومون علی عهد عمر رضی الله تعالی عنه بعشرین رکعة وعلی عهد عثمان وعلی رضی الله تعالی عنهما مثله

(عمدۃ القاری ج5 ص459، السنن الکبری للبیہقی ج2 ص496)

ترجمہ: صحابی رسول حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے دور خلافت میں صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم بیس رکعات تراویح ادا فرمایا کرتے تھے۔

- علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الہمام رحمہ اللہ (ت 861ھ) کا بیس رکعات تراویح کے متعلق موقف:

ولا شك في تحقق الأمن من ذلك بوفاته عليه الصلاة والسلام فيكون سنة وكونها عشرين سنة الخلفاء الراشدين

(شرح فتح القدیر ج1 ص486، فصل فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی وجہ سے تراویح کی فرضیت کا نہ ہونا ظاہر ہے لہذا تراویح سنت ہے اور اس کا بیس رکعات ہونا خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی سنت سے ثابت ہے۔

- علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کا موقف لکھتے ہیں:

ذَكَرَ الْمُحَقِّقُ فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ ما حَاصِلُهُ أَنَّ الدَّلِيلَ يَقْتَضِي أَنْ تَكُونَ السُّنَّةُ من الْعِشْرِينَ

(البحر الرائق ج2 ص117، باب الوتر والنوافل)

ترجمہ: فتح القدیر میں محقق امام ابن ہمام رحمہ اللہ نے جو تفصیل بیان کی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعات ہی سنت ہیں۔

اعتراض:4

علامہ ابن ہمام حنفیؒ فرماتے ہیں:

فتحصل من هذا كله أن قيام رمضان سنة إحدى عشرة بالوتر

"ان تمام (دلائل) کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان کا قیام وتر سمیت گیارہ رکعات سنت ہے"۔

(شرح فتح القدیر ج1 ص485، فصل فی قیام شہر رمضان)

جواب:

معترض نے علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن الہمام رحمہ اللہ (ت 861ھ) کی مکمل عبارت نقل نہیں کی بلکہ ادھوری عبارت نقل کر کے غلط رنگ میں پیش کی ہے۔ حقیقت میں علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے اپنی گفتگو میں دو باتیں سمجھائی ہیں، ایک یہ کہ تراویح کی حیثیت فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت ہے اور دوسری یہ بات سمجھائی کہ تراویح بیس رکعات مسنون ہے کیوں کہ یہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا عمل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفاء راشدین کے عمل کو سنت قرار دے کر عمل کا حکم دیا ہے۔

امام ابن الہمام رحمہ اللہ کا اپنا موقف بیس رکعت تراویح کا ہے۔

ثم استقر الامر على العشرين فانه المتوارث۔

(شرح فتح القدیر ج1 ص485، فصل فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: بیس رکعات تراویح پر عمل پختہ ہو گیا اور یہی امت میں چلا آرہا ہے۔

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ نے اپنے مشائخ رحمہم اللہ کا موقف بھی بیس رکعت تراویح کے مسنون ہونے کا نقل کیا ہے:

"وظاهر كلام المشائخ ان السنة عشرون"۔

(شرح فتح القدیر ج1 ص485، 486، فصل فی قیام شہر رمضان)

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ خود بھی بیس رکعت تراویح کے قائل ہیں اس کا انکار نہیں کرتے، ہاں البتہ وہ ان بیس میں سے آٹھ رکعات کو سنت اور باقی بارہ رکعات کو مستحب کہتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

فتكون العشرون مستحبا وذلك القدر منها هو السنة ۔

(شرح فتح القدیر ج1 ص486، فصل فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: بیس رکعت تراویح مستحب ہے اور اتنی مقدار (8 رکعت) اس میں سے سنت ہے۔

گویا ان کے نزدیک تعداد رکعت بیس ہی ہے، البتہ یہ حیثیت میں فرق کرتے ہیں۔ موجودہ غیر مقلدین تو بیس کا انکار کرتے ہیں، پھر ان کے لیے یہ حوالہ سود مند کہاں ہے؟

فائدہ:

لیکن ان کی یہ تقسیم بھی جمہور اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ وضاحت درج ذیل ہے:

(۱) علامہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے کہ یہ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کا تفرد ہے اور امت مسلمہ میں ان کے علاوہ کوئی بھی جلیل القدر ہستی اس قول کی قائل نہیں ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

وقال ابن همام: إن ثمانية ركعات سنة مؤكدة وثنتي عشر ركعة مستحبة، وما قال بهذا أحد

(العرف الشذي شرح سنن الترمذي: ج1 ص166، باب ماجاء في قيام شهر رمضان)

ترجمہ: علامہ ابن الھمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بیس رکعت تراویح میں سے آٹھ رکعت سنت موکدہ اور بارہ رکعات مستحب ہیں، لیکن اس قول کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

(۲) امام ابن ہمام رحمہ اللہ کے شاگرد علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (ت 879ھ) فرماتے ہیں:

لاعبرة بابحاث شيخنا يعني ابن الهمام اذا خالفت المنقول

(حاشیہ ابن عابدین ج1 ص510، مطلب نواقض المسح)

ترجمہ: ہمارے شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کی وہ بحثیں جن میں منقول فی المذہب مسائل کی مخالفت ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

یاد رہے کہ مسائل کی بنیاد تفردات پر نہیں بلکہ مفتی بہ اقوال پر ہوتی ہے، ایسے تفردات غیر معتبر اور ناقابل عمل سمجھے جاتے ہیں، خود غیر مقلدین علماء کو بھی اس کا اقرار ہے۔

1: غیر مقلد عالم مولانا ارشاد الحق اثری صاحب لکھتے ہیں:

انھیں [ابن الہام] فقہ حنفی میں اجتہادی مقام حاصل تھا۔۔۔ کئی مسائل میں انھوں نے اپنے ہم فکر علماء سے اختلاف کیا ہے، لیکن ان کے اختلاف کو خود علمائے احناف نے بنظر استحسان نہیں دیکھا۔ چنانچہ انھی کے شاگرد قاسم قطلوبغا اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں:

"لايعمل بابحاث شيخه ابن الهمام المخالفة للمذهب"

کہ شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کے وہ مباحث جو مذہب کے مخالف ہیں ان پر عمل نہ کیا جائے۔۔۔ لہذا حنفی مذہب کے خلاف ان کا جو بھی قول ہو گا وہ مقبول نہیں ہو گا، چہ جائیکہ اسے حنفی مذہب ہی باور کر لیا جائے۔

(توضیح الکلام ص880، ادارۃ العلوم الاثریہ)

2: مولانا محمد گوندلوی صاحب ایک مسئلہ کے ذیل میں لکھتے ہیں: علامہ ابن الھمام حنفی باوجود "فقیہ" ہونے کے اس سواد اعظم سے شذوذ فرماتے ہیں۔

(التحقیق الراسخ ص22)

خلاصہ کلام: معترضین کا یہ کہنا کہ امام ابن ہمام رحمہ اللہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں بیس کے قائل نہیں اس بات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

اعتراض:5

علامہ ابن نجیم حنفی نے لکھا ہے:

وقد ثَبَتَ أَنَّ ذٰلك كان إِحدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْوِتْرِ

(البحر الرائق: ج2ص117، اباب الوتر والنوافل)

ترجمہ: اور ثابت ہوا کہ تراویح وتر سمیت گیارہ رکعات ہیں۔

جواب:

علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ کا اپنا موقف بیس رکعات تراویح کا ہی ہے:

قوله ﴿**عشرون ركعة**﴾ بَيَانٌ لِكَمِّيَّتِهَا وهو قَوْلُ الْجُمْهُورِ لِمَا في الموطأ عن يَزِيدَ بن رُومَانَ قال كان الناس يَقُومُونَ في زَمَنِ عُمَرَ بن الْخَطَّابِ بِثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ رَكْعَةً وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ شَرْقًا وَغَرْبًا

(البحر الرائق: ج2ص117، باب الوتر والنوافل)

ترجمہ: ﴿**عشرون ركعة**﴾ یہ نماز تراویح کے رکعتون کا بیان ہے کہ وہ بیس رکعات ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اس لیے کہ مؤطا امام مالک رحمہ اللہ میں یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ 23رکعات پڑھتے تھے (بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر) مشرق اور مغرب میں لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔

مذکورہ اعتراض میں ذکر کردہ عبارت میں علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (ت 970ھ) نے اپنا موقف بیان نہیں کیا بلکہ اس عبارت میں علامہ ابن الہمام حنفی رحمہ اللہ کا موقف نقل کیا ہے۔ جس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے کہ ابن الہمام رحمہ اللہ آٹھ رکعتوں کو مسنون باقی کو مستحب فرماتے ہیں۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَكِنْ ذَكَرَ الْمُحَقِّقُ في فَتْحِ الْقَدِيرِ ما حَاصِلُهُ أَنَّ الدَّلِيلَ يَقْتَضِي أَنْ تَكُونَ السُّنَّةُ من الْعِشْرِينَ ما فَعَلَهُ منها ثُمَّ تَرَكَهُ خَشْيَةَ أَنْ تُكْتَبَ عَلَيْنَا وَالْبَاقِي مُسْتَحَبٌّ

(البحر الرائق: ج2ص117، اباب الوتر والنوافل)

ترجمہ: فتح القدیر میں محقق امام ابن ہمام رحمہ اللہ نے جو تفصیل بیان کی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دلائل کا تقاضا یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعات ہی ہیں ان میں سے آٹھ سنت ہیں اور بارہ مستحب ہیں۔ جیسا کہ آپ علیہ السلام نے ادا فرمائیں پھر آپ نے باجماعت ترک فرمادیں تاکہ امت پر فرض نہ ہو جائیں۔

اعتراض:6

علامہ ملا علی قاری حنفی اپنی کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں:

"فتحصل من هذا كله أن قيام رمضان سنة إحدى عشرة بالوتر"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ قیام رمضان وتر سمیت گیارہ رکعات سنت ہے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ: ج2ص175)

جواب:

ملا علی قاری رحمہ اللہ کا اپنا موقف بیس رکعات تراویح کا تھا۔

چند تصریحات درج ذیل ہیں:

(1) والذی صح أنهم كانوا يقومون على عهد عمر بعشرين ركعة

(مرقاۃ شرح مشکوۃ: ج3ص342، باب قیام شہر رمضان)

ترجمہ: صحیح سند سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بیس رکعت تراویح پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے۔

(2) أجمع الصحابة على أن التراويح عشرون ركعة

(مرقاۃ شرح مشکوۃ: ج3ص346، باب قیام شہر رمضان)

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعت ہے۔

اسی طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح النقایہ میں بھی بیس رکعت تراویح پر اجماع نقل کیا ہے۔

(3) فصار اجماعا لما روى البيهقي باسناد صحيح انهم كانوا يقيمون على عهد عمر بعشرين ركعة وعلى عهد عثمان و على رضى الله عنهم

(شرح النقایہ ج1ص342، کتاب الصلوۃ)

ترجمہ: پس اجماع ہو گیا، کیوں کہ بیہقی میں سند صحیح کے ساتھ مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے زمانہ خلافت میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔

(4) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں بیس رکعت تراویح کی دلیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

و كانه مبنى على ما رواه ابن ابى شيبة فى مصنفه و الطبرانى من حديث ابن عباس انه عليه الصلاة والسلام كان يصلى فى رمضان عشرين ركعة سوى الوتر۔

(شرح النقایہ ج1ص341، کتاب الصلوۃ)

ترجمہ: گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پر مبنی ہے جسے امام ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام رمضان میں وتر کے علاوہ بیس رکعت پڑھتے تھے۔

ان واضح تصریحات کی موجودگی میں ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی کی جانب آٹھ رکعت کا قول منسوب کرنا تعجب انگیز ہے۔

باقی اعتراض میں مذکور عبارت میں ملا علی قاری رحمہ اللہ (ت 1014ھ) نے اپنا موقف بیان نہیں کیا بلکہ اس عبارت میں علامہ ابن الہمام حنفی رحمہ اللہ کا موقف نقل کیا ہے۔ جس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے کہ ابن الہمام رحمہ اللہ آٹھ رکعتوں کو مسنون باقی

کو مستحب فرماتے ہیں۔

جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے خود تصریح فرمائی ہے:

وقال ابن الهمام قدمنا في باب النوافل.... فتحصل من هذا كله أن قيام رمضان سنة إحدى عشرة بالوتر

(مرقاۃ ج3 ص345، باب قیام شہر رمضان)

اعتراض:7

شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فتح الرحمن فی اثبات مذہب النعمان میں لکھتے ہیں:

و لم يثبت رواية عشرين منه صلى الله عليه و سلم كما هو المتعارف الا ان في روايت ابن ابي شيبة وهو ضعيف و قد عارضه حديث عائشة و هو حديث صحيح۔

جو حدیث بیس تراویح کی معروف و مشہور ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور جو ابن ابی شیبہ میں بیس کی روایت ہے وہ ضعیف ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح حدیث کے بھی مخالف ہے (جس میں وتر سمیت گیارہ رکعت ثابت ہیں)

جواب:

پہلی بات: شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا اپنا موقف بیس رکعت تراویح کا ہے:

"و صحیح آنست کہ آنچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گزارد ہمان نماز تہجدے بود کہ یازدہ رکعت باشد، وابن ابی شیبہ از ابن عباس روایت روایت آوردہ کہ آنچہ آنحضرت گزارد بست رکعت بود"

(اشعۃ اللمعات ج1 ص544، باب قیام شہر رمضان)

ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گیارہ رکعت پڑھی وہ آپ کی تہجد تھی (یعنی تین وتر، آٹھ رکعت تہجد)، اور ابن ابی شیبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت لائے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس رکعت (تراویح) پڑھی۔

دوسری بات: اگر معترض شیخ عبد الحق محدث بن سیف الدین الدھلوی رحمہ اللہ (ت1052ھ) کی پوری عبارت نقل کر دیتا تو یہ شبہ ہی نہ ہوتا۔ عبارت ادھوری اور سیاق و سباق سے الگ کر کے نقل کی گئی ہے جس سے یہ وہم ہو رہا ہے کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ بیس رکعت کو ثابت نہیں مانتے اور یہ کہ ابن ابی شیبہ کی روایت ان کے ہاں ضعیف ہے۔

عام طور پر یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت (جو دراصل تہجد کے متعلق ہے) ثابت ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت جو بیس رکعت تراویح کے متعلق ہے ثابت نہیں بلکہ ضعیف ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے بھی مخالف ہے۔ حضرت شیخ رحمہ اللہ نے یہ اعتراض نقل کیا، بعد میں اس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیس رکعت ثابت تھیں اس لیے انھوں نے بیس رکعت پر عمل کیا، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں مروی ہے۔

لیجئے! ہم حضرت شیخ رحمہ اللہ کی اصل عبارت نقل کر دیتے ہیں جس سے واضح ہو گا کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل نہیں تھے اور نہ ہی آپ نے بیس رکعات تراویح والی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ بلکہ آپ رحمہ اللہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ولم یثبت روایۃ عشرین رکعۃ منه صلی اللہ علیه و سلم کما هو المتعارف الا ان فی روایت ابن ابی شیبۃ من حدیث ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم یصلی فی رمضان عشرین رکعۃ و الوتر و قالوا اسنادہ ضعیف و قد عارضه حدیث عائشۃ رضی اللہ عنها الخ

(فتح الرحمن فی اثبات مذہب النعمان ج3 ص47)

ترجمہ: بیس رکعت کی روایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں جیسا کہ بات مشہور ہے لیکن ابن ابی شیبہ کی روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے، اور وہ کہتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے اور حدیث عائشہ کے معارض ہے۔

یہ اعتراض نقل کرنے کے بعد آگے جا کر لکھتے ہیں:

فالظاهر انه قد ثبت عندهم صلوۃ النبی صلی اللہ علیه و سلم عشرین رکعۃ کما جاء فی حدیث ابن عباس فاختارہ عمر۔

(فتح الرحمن فی اثبات مذہب النعمان ج3 ص48)

ترجمہ: پس یہ بات ظاہر ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بیس رکعت ثابت ہے جیسا کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنایا ہے۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کی اصل عبارت اور معترض کی نقل کردہ عبارت میں کئی اعتبار سے فرق ہے:

1: اصل ترجمہ کا حاصل یہ تھا کہ بیس رکعت کی روایت کو جو غیر ثابت کہا جارہا ہے یہ بات مشہور ہو گئی ہے۔

اور معترض کے ترجمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ کہہ رہے ہیں" کہ بیس رکعت کی جو مشہور حدیث ہے وہ ثابت نہیں"۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

2:"اسنادہ ضعیف"(اس روایت کی سند ضعیف ہے) حضرت شیخ رحمہ اللہ کا اپنا کلام نہیں ہے بلکہ یہ تو دوسروں کا کلام ہے جو حضرت شیخ رحمہ اللہ لفظ"و قالوا" کے ساتھ نقل کر رہے ہیں کہ یہ بات اوروں نے کہی ہے لیکن غیر مقلدین نے لفظ"و قالوا" اڑا کر کلام کو حضرت شیخ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دیا۔

اعتراض:8

مشہور حنفی فقیہ حسن بن عمار الشرنبلانی آٹھ رکعت تراویح کو سنت کہتے ہیں:

(وصلاتها بالجماعۃ سنۃ کفایۃ) لما ثبت أنه صلی اللہ علیه و سلم صلی بالجماعۃ إحدی عشر رکعۃ بالوتر

مراقی الفلاح ج1 ص183 فصل فی صلاۃ التراویح

جواب:

امام حسن بن عمار الشرنبلانی رحمہ اللہ کا اپنا موقف بیس رکعت تراویح کا ہے:

(وهی عشرون رکعۃ) بإجماع الصحابۃ رضی اللہ عنهم (بعشر تسلیمات) کما هو المتوارث یسلم علی رأس کل رکعتین

مراقی الفلاح ج1 ص183 فصل فی صلاۃ التراویح

ترجمہ: نماز تراویح کی رکعتیں بیس ہیں جو دس سلاموں کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں؛ اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے اور یہی امت کو متواتر عمل ہے۔

باقی غیر مقلد جس عبارت سے استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ استدلال درست نہیں:

1: اس میں متن اور شرح کو خلط ملط کر کے مکمل عبارت امام حسن بن عمار کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

2: اس عبارت میں امام حسن بن عمار رحمہ اللہ کا مقصد تراویح کی رکعت کو بیان کرنا نہیں بلکہ یہ بتانا ہے کہ نماز تراویح کی جماعت سنت موکدہ علی الکفایہ ہے۔

اعتراض:9

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ آٹھ رکعت تراویح کو سنت کہتے ہیں:

از فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یازدہ رکعت ثابت شدہ

مصفیٰ شرح الموطا ص175

جواب:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کا اپنا موقف بیس رکعت تراویح کا ہے۔

چنانچہ اعتراض میں پیش کی گئی عبارت سے پہلے حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے واضح طور پر بیس رکعت تراویح کی بات کی ہے آپ فرماتے ہیں:

مترجم گوید...مذہب شافعیہ وحنفیہ بیست رکعت تراویح است وسہ رکعت وتر نزدیک ہر دوفرقہ

مصفیٰ شرح الموطا ص175

ترجمہ: شاہ صاحب فرماتے ہیں احناف اور شوافع کا موقف یہ ہے کہ رمضان المبارک میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر ادا کئے جائیں۔

وزادت الصحابة ومن بعدهم في قيام رمضان ثلاثة أشياء: الاجتماع له في مساجدهم، وذلك لأنه يفيد التيسير على خاصتهم وعامتهم، وأداؤه في أول الليل مع القول بأن صلاة آخر الليل مشهودة، وهي أفضل كما نبه عمر رضي عنه لهذا التيسير الذي أشرنا إليه، وعدده عشرون ركعة

حجۃ اللہ البالغۃ ج1 ص452 عنوان النوافل

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ نے قیام رمضان میں تین چیزیں متعین فرمادیں:

(۱) نماز تراویح کی ادائیگی کے لئے مسجدوں میں جمع ہونا اس لئے کہ اس میں عوام وخواص پر آسانی ہوتی ہے۔

(۲) نماز تراویح کو رات کی ابتداء میں ادا کرنے کی ترغیب دینا اور رات کے آخر میں اسے باعث فضیلت بتانا جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس طرف اشارہ فرمایا۔

(۳) نماز تراویح کی بیس رکعت متعین کرنا۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی ان تصریحات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ وہ آٹھ رکعت کو سنت کہتے ہیں ایک بے بنیاد بات ہے۔

باقی اعتراض میں پیش کی گئی حضرت رحمہ اللہ کی عبارت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تراویح کی رکعتیں آٹھ ہیں بلکہ اس کا تو تراویح سے تعلق ہی نہیں بلکہ اس میں تو قیام اللیل یعنی تہجد کی بات ہو رہی ہے اور حضرت رحمہ اللہ اسی قیام اللیل کی بنیاد پر بیس رکعت تراویح کی حکمت بیان فرمارہے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بیس پر اجماع کیوں کیا چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

وسر در تعیین ایں عدد آنست کہ حضرت عمر بفراست منور خود دریافت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در قیام سائر ایام ترغیب فرمودہ واز فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یازدہ رکعت ثابت شدہ ودر قیام رمضان آن ترغیب را موکد بیان فرمودہ پس انسب دید کہ آں عدد را مضاعف فرماید

مصفیٰ شرح الموطا ص175

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا بیس رکعت تراویح متعین کرنا اس میں حکمت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا سال امت کو قیام اللیل کرنے کی کی ترغیب دی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا مبارک عمل قیام اللیل میں گیارہ رکعت ادا فرمانے کا تھا جب رمضان کا مہینہ آتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قیام رمضان کی اور زیادہ ترغیب دیتے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایمانی فراست سے یہ سمجھا کہ رمضان میں اس تعداد کو دوگنا کیا جائے اس کی رکعتیں بڑھادی جائیں۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیس رکعت تراویح پر اجماع کیا۔

اعتراض 10:

علامہ عبد الحئ لکھنوی حنفی نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حوالہ سے آٹھ رکعت تراویح ہی کو سنت قرار دیا ہے۔

واما عدد ما صلی ففی حدیث ضعیف انه صلی عشرین رکعة والوتر اخرجه ابن ابی شیبة من حدیث ابن عباس واخرج ابن حبان فی صحیحه من حدیث جابر انه صلی بهم ثمان رکعات ثم اوتر وهذا اصح

التعلیق الممجد باب قیام شهر رمضان ومافیه من الفضل

جواب:

علامہ لکھنوی رحمہ اللہ کی عبارت کا جو مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ آپ رحمہ اللہ بیس رکعت تراویح کو سنت نہیں مانتے یہ درست نہیں۔ حضرت رحمہ اللہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ بیس رکعت تراویح ثابت وسنت تو ہے لیکن اس کی بنیاد حدیث ابن عباس نہیں بلکہ حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس پر مواظبت کا حکم دیا۔ اس لئے کہ حدیث ابن عباس پر محدثین کا کلام موجود ہے، لیکن یہ حدیث اتنی بھی ضعیف نہیں کہ اس پر عمل نہ کیا جائے بلکہ خلفائے راشدین کی مواظبت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اجماع کی وجہ سے بیس والی روایت ہی قابل عمل ہے۔

فائدہ:

ایک بات یاد رکھیں کہ بعض مرتبہ ایک محدث کسی حدیث کو سند کے اعتبار سے صحیح کہہ دیتا ہے لیکن عمل اس پر نہیں کرتا بلکہ سند کے اعتبار سے جو اس سے کم درجہ کی ہو اس پر کرتا ہے۔ جیسے صحیح بخاری میں ران کے ستر ہونے کے مسئلہ میں امام بخاری رحمہ اللہ (ت 257ھ) حدیث لائے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَرْهَدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَخِذُ عَوْرَةٌ وَقَالَ أَنَسٌ حَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَخِذِهِ

(صحیح بخاری ج1 ص53، باب مایذکر فی الفخذ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے آگے فیصلہ فرمایا:

"وَحَدِيثُ أَنَسٍ أَسْنَدُ وَحَدِيثُ جَرْهَدٍ أَحْوَطُ حَتَّى يُخْرَجَ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ"

(صحیح بخاری ج1 ص53، باب مایذکر فی الفخذ)

ترجمہ: حضرت انس (رضی اللہ عنہ) کی حدیث سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح ہے لیکن حضرت جرھد (رضی اللہ عنہ) کی حدیث (جس میں ران کے ستر ہونے کا ذکر ہے) میں احتیاط زیادہ ہے، (اس لیے اس پر عمل کریں گے) تاکہ اختلاف سے بچ جائیں۔

مولانا عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ نے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کو صحیح کہا لیکن عمل حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ پر کیا (جو بیس رکعت کے متعلق ہے) گویا امام بخاری رحمہ اللہ کے طرز کے مطابق احتیاط کا پہلو اختیار فرمایا ہے کہ بیس میں آٹھ تو ادا ہو جائیں گی لیکن آٹھ میں بیس کی ادائیگی ناممکن ہے۔

علامہ عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ کا اپنا موقف اور عمل بیس رکعت تراویح کا ہے۔ تصریحات پیش خدمت ہیں:

(1) ثبت اهتمام الصحابة على عشرين في عهد عمر و عثمان و علي و من بعدهم اخرجه مالك و ابن سعد البيهقي و غيرهم و ما واظب عليه الخلفاء فعلا او تشريفا ايضا سنة لحديث عليكم بسنتي و سنت الخلفاء الراشدين اخرجه ابو داود و غيره

(عمدۃ الرعایۃ ج1 ص175)

ترجمہ: حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے عہد مبارک میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اور ان کے بعد تابعین عظام رحمہم اللہ کا بیس رکعت پر اہتمام ثابت ہے، اسے امام مالک، ابن سعد اور بیہقی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اور جس پر خلفاء راشدین نے فعلاً یا قولاً مواظبت کی ہو وہ بھی سنت ہے کیوں کہ ابو داؤد وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا لازم ہے۔

(2) ان مجموع عشرين ركعة في التراويح سنة مؤكدة

(تحفۃ الاخیار 67، مجموعہ رسائل لکھنوی ج4 ص307)

ترجمہ: تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے۔

(3) فمن اكتفى على ثمان ركعات يكون مسيئا

(تحفۃ الاخیار 68، مجموعہ رسائل لکھنوی ج4 ص308)

ترجمہ: جو شخص آٹھ رکعت پر اکتفا کرے وہ برا کام کرنے والا ہے۔

(4) عشرون ركعة يأثم تاركها۔

(تحفۃ الاخیار 68، مجموعہ رسائل لکھنوی ج4 ص308)

ترجمہ: بیس رکعت کا تارک گنہگار ہو گا۔

(5) فمؤدي ثمان ركعات يكون تاركا للسنة المؤكدة۔

(حاشیہ ہدایہ ج1 ص157 مکتبہ رحمانیہ)

یعنی صرف آٹھ رکعات تراویح ادا کرنے والا سنت مؤکدہ کا تارک (گناہ گار) ہے۔

(6) علامہ عبد الحئ لکھنوی رحمہ اللہ تحفۃ الاخیار میں تراویح کے عنوان پر طویل بحث فرمانے کے بعد بطور خلاصہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ٹھوس موقف یہ ہے کہ:

ان نفس قيام رمضان سنة مؤكدة، وان سنيته في جميع ليالي رمضان، وان اقامته بالجماعة ايضاً سنة مؤكدة، وان كونه عشرين ركعة ايضاً سنة مؤكدة

(تحفۃ الاخیار 74، مجموعہ رسائل لکھنوی ج4 ص314)

- تراویح کی نماز سنت مؤکدہ ہے۔
- رمضان کی تمام راتوں میں تراویح سنت ہے۔

- باجماعت تراویح پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔
- بیس رکعت تراویح پڑھنا بھی سنت مؤکدہ ہے۔

مذکورہ تصریحات کے باوجود علامہ عبد الحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ کی طرف آٹھ رکعت کے قائل ہونے کی طرف نسبت کرنا سراسر الزام ہے۔

اعتراض:11

مولانا محمد احسن نانوتوی صاحب آٹھ رکعت تراویح کو سنت کہتے ہیں:

لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یصلھا عشرین بل ثمانیا

حاشیہ کنزالدقائق ص48 فصل فی التراویح

جواب:

مولانا محمد احسن نانوتوی رحمہ اللہ کا اپنا موقف بیس رکعت تراویح کا ہے۔

وصلی عمر بعدہ عشرین ووافقہ الصحابۃ علی ذالك . . . ولنا ماروی البیھقی باسناد صحیح انھم کانوا یقومو علی عھد عمر بعشرین رکعۃ و کذا علی عھد عثمان وعلی فصار اجماعا

حاشیہ کنزالدقائق ص48 حاشیہ نمبر 2 فصل فی التراویح

ترجمہ: حضور علیہ السلام کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیس رکعت تراویح باجماعت شروع کرائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے اس فیصلہ کو بالاجماع تسلیم کیا۔ بیس رکعت تراویح پر ہماری دلیل بیھقی کی وہ صحیح حدیث ہے جس میں ہے کہ صحابہ اور تابعین حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہم کے دور میں بیس رکعت تراویح ادا فرماتے تھے۔ ان کا یہ عمل بیس پر اجماع ہوا۔

باقی اعتراض میں پیش کی گئی حضرت رحمہ اللہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ بیس رکعت تراویح ثابت وسنت تو ہے لیکن اس کی بنیاد حدیث مرفوع نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہے۔

اعتراض:12

مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحب آٹھ رکعت تراویح کو مسنون کہتے ہیں:

"اور سنت موکدہ ہونا تاروتح کا آٹھ رکعت تو باتفاق ہے"

براہین قاطعہ ص

جواب:

حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کا اپنا موقف بیس رکعت تراویح کا ہے آپ لکھتے ہیں:

واعلم انھم اختلفوا فی عدد رکعات التراویح ولم یقع فیما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قراھا ثلث لیالی عدد رکعاتہ بطریق صحیح ولکن وقع ذکر عدد التراویح فیما صلاھا بعض الصحابۃ والتابعین رضی اللہ عنھم

بذل المجھود فی حل ابی داود ج2 ص304 باب فی قیام شھر رمضان

ترجمہ: تراویح کی رکعت کے بارے اختلاف ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تین رات تراویح پڑھائی ان میں صحیح سند کے ساتھ تراویح کی رکعتوں کا تذکرہ نہیں البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمھم اللہ نے جو نماز تراویح ادا فرمائی ان میں {بیس} رکعتوں کا ثبوت ہے۔

اس کے بعد حضرت رحمہ اللہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ، حضرت یزید بن رومان، حضرت یحی بن سعید، حضرت عبد العزیز بن رفیع، حضرت عطاء، حضرت ابو الخصیب، حضرت نافع، حضرت علی بن ربیعہ رحمھم اللہ سے احادیث نقل فرمائیں جن سے بیس رکعت ثابت ہوتی ہیں۔
آخر میں فرماتے ہیں "هذا مما ذهب اليه الحنفية ووافقنا فيه الشافعية"

بذل المجھود ج2 ص305

ترجمہ: ان روایات کی روشنی میں ہمارا احناف اور شوافع کا موقف یہ ہے کہ نماز تراویح کی رکعتیں بیس ہیں۔
باقی معترض نے جو عبارت پیش کی ہے اس میں حضرت رحمہ اللہ تراویح کی رکعت کی بحث ہی ہیں فرما رہے اور نہ ہی اس عبارت میں آٹھ رکعت تراویح کو ثابت فرما رہے ہیں بلکہ اس میں تو یہ بات ثابت فرما رہے ہیں کہ نماز تراویح بالاتفاق سنت ہے اس نماز کو کوئی بھی بدعت نہیں کہتا۔

اعتراض:13

علامہ انور شاہ کشمیری حنفی آٹھ رکعات تراویح کو سنت قرار دیتے ہیں اور بیس رکعات والی روایت کا رد کرتے ہیں:
ولا مناص من تسليم ان تراويحه عليه السلام كانت ثمانية ركعات۔

(العرف الشذی: ج1 ص166، مکتبہ المیزان)

آپ فرماتے ہیں یہ بات تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعات تراویح پڑھی ہے۔

جواب:

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا اپنا موقف بیس رکعت تراویح کا ہے:
{1}واستقر الامر على العشرين

(فیض الباری: ج3 ص181)

کہ تراویح والا عمل بیس رکعات پر پختہ ہو گیا۔

{2}لم يقل احد من الائمة الاربعة باقل من عشرين ركعة فى التراويح واليه جمهور الصحابة رضى الله عنهم

(العرف الشذی ج1 ص166)

ترجمہ: اھل السنۃ والجماعۃ کے چاروں ائمہ (امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل) میں سے کوئی بھی بیس رکعات سے کم کا قائل نہ تھا اور جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بھی بیس کا تھا۔

{3} ففى التاتارخانية سئل ابو يوسف ابا حنيفة رحمه الله ان اعلان عمر بعشرين ركعةً هل كان له عهد منه عليه السلام قال ابو حنيفة رحمه الله ما كان عمر مبتدعا اى لعله يكون له عهد فدل على ان عشرين ركعةً لا بدله من ان يكون لها اصل منه عليه السلام وان لم يبلغنا بالاسناد القوى

(العرف الشذی: ج1 ص166، مکتبہ المیزان)

ترجمہ: امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ سے سوال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعات تراویح کا قیام فرمایا تھا اس کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل ہے؟ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ (معاذ اللہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدعتی نہیں تھے، بیس رکعت کے ثبوت پر ان کے پاس کوئی اصل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے موجود ہو گی اگرچہ وہ ہم تک قوی سند کے ساتھ نہیں پہنچی۔
{4} واما من اكتفى بالركعات الثمانيه وشذ عن السواد الاعظم وجعل يرميهم بالبدعة فلير عاقبة۔

(فیض الباری شرح صحیح بخاری ج3ص181)

ترجمہ: صرف آٹھ رکعات پڑھنے والا اور سواد اعظم (اہل السنت والجماعت) سے نکلنے والا ہے اور جو بندہ سواد اعظم کی طرف بدعت منسوب کرے اسے اپنا انجام سوچ لینا چاہیے۔

باقی معترض نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری صاحب رحمہ اللہ (ت1352ھ) کی طرف غلط بات منسوب کی ہے، حقیقت میں حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے بیس رکعات والی روایت کی تردید نہیں فرمائی بلکہ اس کی سند پر دیانت دارانہ رائے پیش کی ہے، اگر آپ بیس رکعات والی حدیث کی تردید فرماتے اور قابل عمل نہ سمجھتے تو خود اس پر عمل پیرا ہوتے حالانکہ ایسی کوئی بھی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ بیس کے بجائے آٹھ رکعات تراویح پڑھتے تھے۔

ہم معترض کی یاد دہانی کے لیے عرض کرتے ہیں کہ گزشتہ اعتراض کے جواب میں درج کر چکے ہیں کہ کبھی محدث کسی حدیث کی تصحیح کرنے کے باوجود اس پر عمل نہیں کرتا بلکہ اس سے کم درجہ والی عمل کرتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب بھی اس اصول پر عمل پیرا ہیں۔

اعتراض:14

مولانا عبدالشکور لکھنوی آٹھ رکعت تراویح کو سنت کہتے ہیں:

چنانچہ لکھتے ہیں اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تراویح مسنون ہے

حاشیہ علم الفقہ ص198

جواب:

مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمہ اللہ بیس رکعت تراویح کے قائل ہیں:

چنانچہ لکھتے ہیں نماز تراویح کی بیس رکعتیں باجماع صحابہ ثابت ہیں ہر دو رکعت ایک سلام سے بیس رکعتیں دس سلام سے۔

علم الفقہ ص199،198

باقی اعتراض میں پیش کی گئی حضرت رحمہ اللہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ بیس رکعت تراویح ثابت وسنت تو ہے لیکن اس کی بنیاد حدیث ابن عباس نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہے، اس لئے کہ حدیث ابن عباس پر محدثین کا کلام موجود ہے۔

مکمل عبارت یہ ہے "اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تراویح مسنون ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی

مگر حضرت فاروق اعظم نے اپنی خلافت کے زمانہ میں بیس رکعت پڑھنے کا حکم فرمایا اور جماعت قائم کر دی ابی بن کعب کو اس جماعت کا امام کیا اس کے بعد تمام صحابہ کا یہی دستور رہے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہمانے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں اس کا انتظام رکھا اور نبی کا ارشاد ہے کہ میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو اپنے اوپر لازم سمجھو اسے اپنے دانتوں سے پکڑلو پس درحقیقت اب اگر کوئی آٹھ رکعت تراویح پڑھے تو وہ مخالفیں سنت کہا جائے گا نہ موافق سنت"

حاشیہ علم الفقہ ص198

اعتراض:15

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ بیس رکعت تراویح کو سنت نہیں سمجھتے تھے۔

لاشك فی أنّ تحدید التراویح فی عشرین رکعة لم یثبت مرفوعا عن النبیّ صلی الله علیه وسلم بطریق صحیح علی أصول

المحدثین وما ورد فیہ من روایة ابن عباس رضی اللہ عنہما متکلّم فیہا علی أصولهم

(اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک: ج1 ص390)

مولانا زکریا کاندھلوی (فضائل اعمال کے مصنف) نے لکھا ہے: محدثین کے اصول کے مطابق بیس رکعات تراویح کی تعداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

(بحوالہ صحیح نماز نبوی: ص349)

جواب:

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ (ت 1402ھ) کی عبارت کا جو مطلب بیان کیا جاتا ہے کہ آپ رحمہ اللہ بیس رکعت تراویح کو سنت نہیں مانتے یہ درست نہیں۔

حضرت رحمہ اللہ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ بیس رکعت تراویح ثابت و سنت تو ہے لیکن اس کی بنیاد حدیث ابن عباس نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہے، اس لئے کہ حدیث ابن عباس پر محدثین کا کلام موجود ہے۔

ہم ذیل میں حضرت شیخ الحدیث کی مکمل عبارات نقل کر کے اس کا صحیح مطلب و مفہوم بیان کرتے ہیں جس سے بالکل واضح ہو جائے گا کہ حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح ہی کے قائل ہیں:

- لاشك فی أنّ تحدید التراویح فی عشرین رکعة لم یثبت مرفوعا عن النبیّ صلی اللہ علیه وسلم بطریق صحیح علی أصول المحدثین وما ورد فیه من روایة ابن عباس رضی اللہ عنهما متکلّم فیها علی أصولهم

اس عبارت میں حضرت رحمہ اللہ نے تراویح کے بارے میں مروی حدیث کی سند پر دیانت دارانہ رائے پیش کی ہے کہ محدثین کے اصول کے مطابق بیس رکعات والی حدیث (ابن عباس) بطریق مرفوع ثابت نہیں، اس لئے کہ اس کی سند پر کلام موجود ہے۔

لیکن بیس رکعت ثابت ہے اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع موجود ہے جو نص کی طرح ہے۔

- لکن مع هذا لا یمکن الانکار عن ثبوته بفعل عمر وسکوت الصحابة علی ذلك واجماعهم علی قبوله بمنزلة النص علی ان له اصلاً عندهم

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سکوت کی وجہ سے اس کے ثبوت کا انکار کرنا ممکن نہیں، کیوں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل کو بالاتفاق قبول کرنا نص کی طرح ہے اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے ہاں اس فعل (بیس رکعات کی تراویح) کی اصل (حدیث) موجود ہے۔

- فمن نظر الی تعامل الصحابة فی امر الشریعة . لا یشك فی انهم اذا رأو منکرا اکثر والانکار علی ذلك وهذا تقویة معنی لروایة ابن عباس .

ترجمہ: جو بندہ شریعت کے معاملہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل ملاحظہ کرے اسے اس بات کے سمجھنے میں ذرا بھی شک نہ ہو گا کہ اگر وہ کسی کام کو شریعت کے خلاف سمجھتے تو فوراً سختی سے اس کی تردید کرتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیس رکعت تراویح کا انکار نہ کرنا حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مضبوطی کی دلیل ہے۔

- وقد ثبت تحدید العشرین بآثار الصحابة الکثیرة

اور کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار سے بیس (رکعات تراویح) کی تعداد کا ثبوت یقینی ہے۔

(اوجز المسالک: ج2 ص391، دار الکتب العلمیہ)

اور یہی بات علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے فتاویٰ تاتارخانیہ کے حوالہ سے نقل فرمائی ہے:

ففی التاتارخانیة سئل ابو یوسف ابا حنفیة رحمه الله ان اعلان عمر بعشرین رکعةً هل کان له عهد منه علیه السلام قال ابو حنیفة رحمه الله ما کان عمر مبتدعا ای لعله یکون له عهد فدل علی ان عشرین رکعةً لا بدله من ان یکون لها اصل منه علیه السلام وان لم یبلغنا بالاسناد القوی

(العرف الشذی: ج1 ص166، مکتبہ المیزان)

ترجمہ: امام ابویوسف رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ سے سوال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیس رکعات تراویح کا قیام فرمایا تھا اس کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل ہے؟ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بدعتی نہیں تھے، بیس رکعت کے ثبوت پر ان کے پاس کوئی اصل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے موجود ہوگی اگرچہ وہ ہم تک قوی سند کے ساتھ نہیں پہنچی۔

خلاصہ کلام:

درج بالا دلائل وتصریحات سے ثابت ہوا کہ علمائے اہل السنت والجماعت بالخصوص علمائے احناف کثر اللہ سوادہم کو آٹھ رکعات تراویح کا قائل کہنا سراسر الزام ہے۔ تمام علمائے احناف کثر اللہ سوادھم 20 رکعات تراویح ہی ادا کرتے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل السنۃ والجماعۃ احناف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ النبی الامین الکریم)